قومی سانحہ

دینِ اسلام کا 'مزاج' ہی ایسا ہے کہ یہ اپنا غلبہ اور تسلط چاہتا ہے۔ بندۂ مومن سے اسی لیے اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی ذات اور اپنے دائرۂ اختیار میں اللہ کے سامنے سپردگی اختیار کرے اور اجتماعیاتِ انسانی کی سطح پر بھی اللہ کو بلاشرکتِ غیرے حاکمِ اعلیٰ تسلیم کیا جائے' کیونکہ الحقّ یَعلُو وَلَا یُعلٰی عَلَیْہِ!

آج امتِ مسلمہ کو جن مسائل و مشکلات کا سامنا ہے' چاہے وہ معاشی نوعیت کے ہوں یا عسکری نوعیت کے' اور چاہے وہ فکری پسماندگی سے عبارت ہوں یا اخلاق باختگی سے...... ان سب سے نبرد آزما ہونے کی شرطِ اوّلین یہی ہے کہ اللہ کی بڑائی اور اُس کے نظامِ عدل و قسط کو دل و جان سے قبول کرلیا جائے۔

کیا یہ ایک حقیقت نہیں ہے کہ مسلمانانِ پاکستان بحیثیت قوم اُن عہدوں اور وعدوں سے منحرف ہو چکے ہیں جو اِس ملکِ خداداد کو حاصل کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے کیے گئے تھے؟ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ برسہابرس اس قوم کو وہ عہد اور وعدے یاد دلاتے رہے۔ وہ اِن وعدوں کے خود ''شاہد'' تھے' لہٰذا فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر یہ دعائیں مانگی تھیں کہ اے اللہ! ہمیں انگریز اور ہندو کی دُہری غلامی سے نجات عطا فرما' اور ایک آزاد خطۂ ارضی عطا فرما تاکہ ہم وہاں اسلام کے نظامِ عدل و قسط کو نافذ کرسکیں اور اسلامی اَقدار و اَفکار کے مطابق زندگی بسر کرسکیں۔

لیکن آج...؟ آج کیفیت یہ ہے کہ ع ''نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم!'' آج ہمیں نہ تو نظریہ پاکستان کا کچھ شعور ہے اور نہ ہی اسلام کے نظامِ عدل و قسط اور اسلامی اقدار و افکار کا کچھ پتا ہے...... ہماری نہ معاش اسلامی ہے اور نہ ہی معاشرت۔ اربابِ حکومت و سیاست کا تو کہنا ہی کیا ہے... اسلام بیزاری اُن کی ہر ہر ادا سے عیاں ہے... اہلِ کفر کے لیے نرم خو اور اسلام پسندوں کے لیے سخت گیر! یہود و نصاریٰ کی تہذیب و ثقافت کے دلدادہ جبکہ غلبۂ اسلام کی راہ کے اوّلین مزاحم! نتیجتاً ابلیسی ایجنڈے... عریانی و فحاشی' بے حیائی اور بے غیرتی کے فروغ... سودی معیشت اور سرمایہ دارانہ فکر و فلسفہ کی علمبرداری میں پیش پیش! الغرض...... ''کما تکونون کذٰلک یُؤ مّر علیکم'' کا مصداقِ کامل ہونے کے اعتبار سے نااہل اور بے حس حکمرانی کے عذاب سے دوچار ہے آج کا یہ پاکستان!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکش ہو جائیں گی' جوان بدکردار ہو جائیں گے اور تم جہاد ترک کردو گے!'' لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا یہ بات واقعی ہوگی؟

فرمایا: ''ہاں' ہاں! اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اس سے بھی بدتر حالات رونما ہوں گے''۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا حالات ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے حالات کیا ہوں گے جب تم معروف کا حکم نہ دو گے اور منکرات سے منع نہیں کرو گے!'' لوگوں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ بات واقعی ہوگی؟ فرمایا: ''ہاں' ہاں! اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اس سے بھی بدتر حالات رونما ہوں گے''۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ مزید بدتر کیا حالات ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے حالات کیا ہوں گے جب تم برائی کو خوبی اور اچھائی کو منکر سمجھنے لگو گے!'' لوگوں نے (حیرانی سے) پوچھا کہ کیا ایسا بھی ہو جائے گا؟ فرمایا: ''ہاں' قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اس سے بھی سخت تر حالات ہوں گے''۔ لوگوں نے (پریشان ہوکر) پوچھا کہ وہ کیا حالات ہوں گے؟ (فرمایا:) ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اس سے بھی شدید تر حالات رونما ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں اپنے جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ (لوگوں کے کرتوتوں کے سبب) میں ان پر ایسا فتنہ مسلط کروں گا کہ سمجھ دار اور حلیم لوگوں کی عقلیں بھی حیران رہ جائیں گی!''

تاریخ بنی اسرائیل میں ایک کردار بلعم بن باعوراء کنعانی کا رقم ہوا ہے (تورات' گنتی' باب ۲۲' ۲۳' ۲۴)۔ مفسرِ قرآن اور ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۃ الاعراف کی آیات ۱۷۵' ۱۷۶ میں بیان کردہ character سے مراد یہی شخصیت لی ہے۔ تاہم یہ مثال عام ہے اور ہر اُس شخص پر صادق آتی ہے جو دینِ حق کی نعمت پا چکنے کے بعد پھر اس کا تارک ہو گیا ہو۔ گویا جب کوئی انسان یا قوم اپنے ارادے سے راہِ ہدایت کو ترک کر کے فسق و فجور کا راستہ اختیار کرے تو شیطان لازمی طور پر اُس سے رفاقت پیدا کر لیتا ہے۔ "وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ......" میں اشارہ ہے کہ وہ اپنے قصد و اختیار سے دنیا کی پستیوں اور زیب و زینت کی طرف جھک گیا۔ یہ تشبیہہ پریشانی اور ذلت کے لحاظ سے ہے۔ گویا اُسے راحت و سکون کسی حال میں نہیں' پریشانی اور ذلت اس کے نصیب میں دائمی طور پر آ گئی۔

پاکستان کے اَحوال کے بیان میں بلعم کنعانی کا تذکرہ کسی المیہ سے کم نہیں۔ تاہم علماء و صلحائے قوم اگر معاملہ کی نزاکت کو محسوس نہیں کر رہے ہیں تو یہ اس سے بھی بڑا المیہ بلکہ عظیم سانحہ ہے۔ بقول شاعر ؎

حادثے سے بڑا سانحہ یہ ہوا
لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کر!

کیا یہ قابل تعجب بات نہیں ہے کہ ۹۶' ۹۷ فیصد مسلم آبادی والے ملک میں' جہاں کی ۹۰ فیصد سے زائد مسلم آبادی یا تو امام اعظم امام ابوحنیفہؒ سے اپنی نسبت قائم کرتی ہے یا امام اہل سنت امام احمدؒ بن حنبل اور اسلام کے بطل جلیل حجۃ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے عقیدہ و عمل کو اپنے لیے مشعل راہ قرار دیتی ہے' یہ صورتحال پیدا ہو جائے کہ حیاتِ انسانی کے کسی شعبہ میں بھی دین اپنی اصلی اور عملی شکل میں موجود نہ ہو! حالانکہ دین کا پڑھنا پڑھانا جاری و

(باقی صفحہ 79 پر)